پیش لفظ

اُردو ادب آج جس مقام پر کھڑا ہے اس مقام تک پہنچنے کے لیے اس کو کم و بیش چار صدیوں کا سفر طے کرنا پڑا ہے۔ ادب کے اس سفر میں بیشتر شعراء اور ادباء نے اپنا اپنا حصہ ڈالا ہے۔ کچھ بے نامی کے اندھیروں میں نظر انداز ہو گئے اور کچھ صفحہ تاریخ پر چھپ گئے۔ اس سفر کا آغاز شاعری سے ہوا اور پھر تراجم نے اس کی نثر کی نوک پلک سنواری۔ داستان سے ناول اور ناول سے افسانے تک کا یہ سفر دور بہ دور چلتا رہا۔ ادب میں مختلف شعری اور نثری اصناف پر تجربات کیے گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے اُردو ادب کا دامن ایک وسیع ذخیرے سے بھر گیا۔ پھر بعد میں آنے والے اس میں اپنی استطاعت اور صلاحیت کے بل بوتے پر اضافہ کرتے رہے۔ اُردو ادب کی بنیاد کو پروان چڑھانے میں اُردو کے پانچ عناصر خمسہ (سر سیّد احمد خان، ڈپٹی نذیر احمد، محمد حسین آزاد، الطاف حسین حالی، مولانا شبلی نعمانی) نے قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے اپنی اپنی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کی جڑوں کو مضبوط کیا اور یہی وجہ ہے کہ آج ہمارا اُردو ادب ایک تن آور درخت کی مانند سرسبز و شاداب اور مضبوط کھڑا ہے۔ اس کی آبیاری میں جہاں دیگر لوگوں نے اپنا حصہ ڈالا وہیں ایک نام مولانا شبلی نعمانی کا بھی ہے جنہوں نے سوانح نگاری، سیرت نگاری، اُردو و فارسی شاعری، تحقیق و تنقید جیسی کھادوں سے اس پودے کی نشوونما میں اہم کردار ادا کیا۔ زیر نظر مقالے میں اسی شخصیت کے مجموعی کام پر تحقیقی و تنقیدی نظر ڈالی گئی ہے۔

میرے اس مقالے کا عنوان ”اُردو رسائل و جرائد کے شبلی نمبر (تحقیقی و تنقیدی جائزہ)“ ہے۔ اس کو میں نے چار ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا باب ”اُردو رسائل کے خاص نمبر: مختصر روایت“ کے نام سے ہے جس میں بیسویں صدی کے رسائل کے خاص نمبروں کی روایت کو مختصراً پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں رسالے کے پورے تعارف کے برعکس خاص نمبروں کے ذکر پر زیادہ اکتفا کیا گیا ہے۔ اس باب کی تشکیل میں خاص طور پر ڈاکٹر انور سدید کی کتاب ”پاکستان میں اُردو رسائل کی تاریخ“ کو ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔ دوسرا باب ”۱۹۵۷ء سے لے کر ۱۹۷۵ء تک شائع ہونے والے شبلی نمبر“ کے نام سے ہے جس میں ۱۹۵۷ء سے لے کر ۱۹۷۵ء تک پاک و ہند میں جتنے شبلی نمبر شائع ہوئے ان میں سے دستیاب شبلی نمبروں کے مضامین کا مفصل تعارف اور ہر مضمون کا تجزیاتی مطالعہ دیا گیا ہے۔ اس باب میں چار شبلی نمبر شامل ہیں۔ البصیر، صبا، ادیب اور کریسنٹ۔

تیسرے باب کا عنوان "۱۹۷۵ء سے تاحال شائع ہونے والے شبلی نمبر" ہے۔ یہ باب چونکہ آخر پر لکھا گیا ہے اس لیے اس میں ۱۹۷۵ء سے تاحال شائع ہونے والے شبلی نمبرز کے مضامین کا محض تعارف دیا گیا ہے۔ دوسرے باب کی طرح اس باب میں تجزیاتی مطالعے نہیں دیے گئے۔ ۱۹۷۵ء سے لے کر موجودہ سال تک کل سات شبلی نمبر شائع ہوئے ہیں جن میں سب ہمیں دستیاب ہو سکے ہیں لیکن مقالے کی طوالت اور وقت کی تاخیر کے باعث اس باب میں محض تین شبلی نمبروں کے مضامین کا تعارف اور متن کا سرسری طور پر تعارف دیا گیا ہے۔ یہ ایک وسیع موضوع ہے جس کے زمرے میں کل دس شبلی نمبرز آتے ہیں لیکن اس مقالے میں صرف سات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مستقبل میں اگر انفرادی طور پر اس موضوع پر دوبارہ کام کرنے کا موقع ملا تو ہر مضمون کا تعارف مع تجزیاتی مطالعہ اور ہر مضمون میں لکھنے والے نے کس قدر غیر جانبداری سے کام لیا؟ کس نے درست ماخذات کی بناء پر غلط رائے کو شبلی کی طرف منسوب کیا؟ کس نے مواد کی عدم موجودگی میں اپنے قیاس کو خاطر میں لاتے ہوئے آدھا سچ کہا اور آدھے تک رسائی حاصل نہ کر سکا؟ کس نے شبلی کے حوالے سے مبہم حقیقتیں چھپانے یا ظاہر کرنے کی کوشش کی؟ ان سب کے جوابات کو بڑی تفصیل سے اُس تحقیقی کام لکھوں گا اور اُس میں شبلی کے حوالے سے جن موضوعات یا جن باتوں کا احاطہ کیا جائے گا ان کا دائرہ شبلی کی ابتدائی زندگی سے لے کر ہمارے موجودہ دور تک محیط ہو گا۔

چوتھا باب بعنوان "شبلی نمبر کے موضوعات کا تقابلی مطالعہ" ہے۔ یہ باب میرے نگران قابل محترم ڈاکٹر خالد محمود سنجرانی نے مجھ سے پہلی فرصت میں ہی لکھوالیا تھا۔ اس میں تمام شبلی نمبر کے مشترک مضامین کو یکجا کیا گیا ہے۔ یکجا کرنے کے بعد انہیں ایک مخصوص عنوان دیا گیا ہے۔ پھر اس عنوان کے تحت بالترتیب ہر مضمون کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ موضوع کے اعتبار سے ہر مضمون نگار کے موقف کو سامنے لایا گیا ہے۔ اس باب میں کم و بیش پینسٹھ مضامین کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ یہ ایک طویل باب ہے جس میں بڑی تفصیل سے شبلی نمبر کے مضامین کا تقابلی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس باب کے حوالے سے بھی کچھ جہتیں تھیں جن کو اور ان سے متعلقہ مضامین کو زیر بحث نہیں لایا گیا وجہ وقت کی عدم دستیابی اور مقالے کی اچھی خاصی طوالت رہی۔ یہ باب بالکل اس طرز پر لکھا گیا ہے جس طرز پر میں نے اس موضوع پر ایک وسیع کام کرنے کی خواہش کا اظہار مذکورہ بالا سطور میں کیا ہے۔

میں اُمید کرتا ہوں کہ میری یہ کاوش شبلیات کے دبستان سے تعلق رکھنے والوں اور ادب کے قارئین کے لیے بالخصوص طالب علموں کے شبلی کو سمجھنے میں انتہائی مددگار ثابت ہو گی۔

عاصم رضا

جی سی یونیورسٹی، لاہور